**AL-‘ULŪM** ISSN: 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/about
(January-June 2023), 4:1(19-47)

# نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کے فضائل، ثمرات اور اس کے عملی تقاضے کتاب الشفا کی روشنی میں

1. **حافظ عبدالحنان**، اسسٹنٹ پروفیسر، کلیہ اصول الدین، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد
2. **عبدالحمید**، لیکچرار شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

# Blessings and Abundance on the Holy Prophet: Virtues, Merits and its Practical Requirements in the light of *Kitāb ‘l Shifā*

1. **Abdul Hanan**[1], Assistant Prof. Faculty of Usuluddin, International Islamic University, Islamabad
2. **Abdul Hameed**, Lecturer, Sahria Academy, International Islamic University, Islamabad

**Keywords:**
Sīrah, rights, blessings, peace, mission, requirements

***Abstract:*** Allah the Exalted, has blessed humanity with His blessings, the greatest of which is to send the prophets to guide humanity who were represented by the Holy Qur’an in deed and deed, and he singled out the Islamic nation with the grace of the great messenger sent as a mercy to the worlds, because before his mission the teachings of the prophets were extinguished because of the distortion and distortion in it, and its weak effect. For the life of all mankind. It is necessary for humankind in general to thank God Almighty and believe in his faithful messenger and the seal of the messengers, and prayers be upon him, peace and blessings be upon him, and for the Islamic nation in particular to love his noble prophet and build the intimate relationship with him above every relationship, and pray prayers and peace be upon him so much that it is his rights over the Muhammadan nation, and full recognition By the grace of God Almighty and compliance with what he commanded in his clear book.

*Abdul Hanan & Abdul Hameed (2023). Blessings and Abundance on the Holy Prophet: Virtues, Merits and its Practical Requirements in the light of Kitā ‘l Shifā Al-‘Ulūm Journal of Islamic Studies, 4(1)*

---

1. Corresponding author Email: a.hameed@iiu.edu.pk

اللہ تعالیٰ نے انسانیت پر بے شمار احسانات کیے ہیں، ان میں سے سب سے بڑا احسان انسانوں کی ہدایت کے لیے نبوت ورسالت کا اجراء ہے جو اس نے یہ سلسلہ اپنے پیغام اور احکامات کی تبلیغ کے لیے شروع کیا۔ آپ ﷺ کی بعثت بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل سابقہ آسمانی رسالتوں کے نشانات مٹ چکے تھے، ان کی تعلیمات میں تحریف کی وجہ سے ان کی شعاعیں بجھ گئی تھیں اور ہر طرف شرک اور تعدد آلہہ کا عقیدہ رچ بس گیا تھا اور انسانی زندگی میں ان کا اثر کمزور پڑ گیا تھا۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے کفر وشرک میں ڈوبی انسانیت پر نظر کرم فرمائی اور محمد رسول اللہ ﷺ کو محسن اعظم، ہادی اور رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ توحید کی دعوت کی تجدید کی مشعل لے کر اٹھے جس کے لیے جملہ انبیاء ومرسلین بھیجے گئے تھے۔ آپ ﷺ کے نورِ نبوت سے کفر وشرک اور ضلالت وگمراہی کی سیاہی دل ودماغ سے دور ہونے لگی، ہر طرف سے عقیدہ توحید کی بازگشت آنے لگی، دنیا کے سارے فلسفوں اور افکار وخیالات پر اس کا کم وبیش اثر پڑا، ان کے عقائد اور اخلاق واعمال میں حیرت انگیز تبدیلیاں رونما ہوئیں یہاں تک کہ وہ اپنے مشرکانہ عقیدوں کی تاویل پر مجبور ہوئے، ان کے دلوں میں اللہ کی محبت کا شعلہ بھڑکا، ان کے مزاج بدل گئے۔ یہاں تک کہ دنیا کی رت بدل گئی، ایک نئی تہذیب نے جنم لیا اور ایک صحت مند پاکیزہ معاشرہ وجود میں آیا جس کی لذت سے آج تک پوری انسانیت لطف اندوز ہو رہی اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔

آپ ﷺ کی بعثت بھی اللہ کے اس احسان عظیم کی تکمیل ہے جس کو جتلاتے ہوئے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔

﴿لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِه
وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ‌ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ﴾[1]

(اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو انہیں اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا اور ان کو پاک کرتا اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتا ہے، اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے)۔

---

1- القرآن، 164:3۔

جب نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بعثت ساری انسانیت پر احسان عظیم ہے تو پھر پوری انسانیت پر لازم ہے کہ وہ اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتے ہوئے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر ایمان لائیں اور آپ ؐ پر درود و سلام پیش کریں، مگر بطور خاص امت مسلمہ پر یہ فرض ہے کہ وہ آپؐ پر ایمان لاتے ہوئے آپ ؐ کے ساتھ والہانہ شخصی تعلق قائم کریں جو ہر رشتے پر فوقیت رکھتا ہو اور اس کے ساتھ کثرت سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود و سلام کا نذرانہ بھی پیش کریں کیونکہ یہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ادائے حق میں داخل ہے۔ بقول امام ابن القیمؒ: ''آپؐ پر درود پڑھنا ادائے حق میں داخل ہے اگرچہ آپؐ کے حقوق کے مقابلے میں یہ انتہائی کم ہے اور اس نعمت کا شکر گزاری میں شمار ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مبعوث فرما کر ہم کو عطا کی ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے حقوق اس قدر ہیں کہ کوئی شخص اپنے علم، قدرت اور ارادے سے ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ رب العزت کا یہ کرم ہے اپنے بندوں پر کہ اس نے تھوڑی سی شکر گزاری اور ادائے حق پر اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے''[2]۔

آپؐ پر درود و سلام پڑھنا امت مسلمہ پر آپ ؐ کا حق بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا بھرپور اعتراف واعلان بھی، جو نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی صورت میں عالم کائنات پر ہوا اور اللہ رب العزت کا حکم بھی ہے مسلمانوں کو کہ وہ آپؐ پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کریں۔ اس مقالہ میں (صلوٰۃ و سلام) کے معنی و مفہوم، اس کی نسبت، اس کا حکم، فضائل، درود کے الفاظ، اس کے فوائد و ثمرات اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟ ان تمام امور پر بحث کی جائے گی۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

**پہلی بحث:** **صلوٰۃ وسلام کا مفہوم**

**دوسری بحث:** **صلوٰۃ کی فضیلت واہمیت**

**تیسری بحث:** **صلوٰۃ کے ثمرات**

**چوتھی بحث:** **درود وسلام کے تقاضے**

---

2- ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم، **جلاء الافهام فی الصلاة علی محمد خیر الأنام**(کویت: دار العروبۃ، الطبعۃ الثانیۃ، 1407ھ/1987م)، 453۔

## پہلی بحث: صلوٰۃ وسلام کا مفہوم

### صلوٰۃ (درود) کا معنی و مفہوم

صلوٰۃ جسے اردو زبان میں درود سے تعبیر کیا جاتا ہے، عربی زبان کا لفظ ہے، عربی لغت میں اس کے مختلف معانی بیان ہوئے ہیں۔ امام راغبؒ فرماتے ہیں: "صلوٰۃ بمعنی دُعا، تبریک اور تعظیم کے استعمال ہوتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے: صليت عليه اي: دعوت له وزكّيت (میں نے اسے دُعا دی اور اس کی نشوونما کی) اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کرلے، اور اگر وہ روزے دار ہے تو صلوٰۃ بھیج دے۔ یعنی گھر والوں کے لیے دعا کردے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: اور ان کے حق میں دعا کرو کیونکہ تمہاری دعا ان کے لیے باعث تسکین ہے۔[3]

ابن منظورؒ فرماتے ہیں:

> صلوٰۃ بمعنی رکوع وسجود اور دعا واستغفار کے استعمال ہوتا ہے۔ مگر لغت میں بمعنی تعظیم آتا ہے اور نماز کو صلوٰۃ اسی لیے کہتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور تقدیس ہوتی ہے، اور تشہد میں "الصلوات للہ" کا معنی وہ دعائیں ہیں جن سے اللہ رب العزت کی تعظیم مراد ہے، جن کا صرف وہی مستحق ہے اس کے علاوہ کوئی ان کے لائق نہیں ہے[4]۔

مختصر یہ کہ جمہور اہل لغت کے نزدیک "صلوٰۃ" دعا، رحمت، استغفار اور مدح وثناء وغیرہ کے معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ ایک شرعی اصطلاح بھی ہے جس کا مفہوم نماز پنج وقتہ ہے جو اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے۔

### نسبت کے اعتبار سے صلوٰۃ کا مفہوم

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو حکم دیا کہ وہ نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجیں، ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾[5]

---

3- ابو القاسم حسین بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانی (المتوفی: 502ھ-) المفردات في غريب القرآن، المحقق: صفوان عدنان الداودي (بیروت: دار القلم، الطبعة: الأولى- 1412ھ)، 1: 589۔

4- محمد بن مکرم ابن منظور، لسان العرب (بیروت: دار صادر، الطبعة الأولى، س ن)، 14: 464۔

5- القرآن، 33: 56۔

(بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (مکرم ﷺ) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود و سلام بھیجو)۔

آیت کریمہ میں صلوٰۃ کی نسبت اللہ رب العزت، فرشتوں اور بندوں کی طرف کی گئی ہے، چنانچہ جب صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور آپؐ کی مدح و ثناء ہوگا اور جب اس کی نسبت فرشتوں کی طرف ہوگی تو اس کا معنی دعا کرنا ہوگا اور جب نسبت بندوں کی طرف ہوگی تو اس سے مراد آپؐ کے لیے دعا کرنا اور آپؐ کی مدح و ثنا بیان کرنا۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں اکثر مفسرین کرام نے جب "صلوٰۃ" کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو اس کا معنی آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول کیا ہے۔ جبکہ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

صلوٰۃ اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ 1) صلوٰۃ عامہ۔ 2) صلوٰۃ خاصہ۔

**صلوٰۃ عامہ:** یہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ اہل ایمان کے لیے ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾[6]

(اللہ اور اس کے فرشتے تم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔)

اور حدیث میں بھی یہی مراد ہے:

اللهم صل على آل ابى اوفى[7]

(اے اللہ! آل ابی اوفیؓ پر صلوٰۃ بھیج۔)

**صلوٰۃ خاصہ:** یہ وہ صلوٰۃ ہے جو انبیاء و رسل پر ہے، بالخصوص وہ جو خاتم النبیین اور خیر المرسلین محمد ﷺ پر ہے۔ امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں: اکثر لوگوں نے صلوٰۃ خاصہ کا معنی رحمت یا مغفرت کیا ہے جو کہ کئی وجوہ کی بناء پر صحیح نہیں ہے[8]۔

---

6- القرآن،43:33۔

7- محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة، رقم:1497۔

8- امام ابن قیم فرماتے ہیں: 1۔ اللہ رب العزت نے بندوں پر صلوٰۃ اور رحمت کا ذکر الگ الگ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾ القرآن، 157:2۔ (یہ وہ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے صلوٰۃ اور رحمت ہے اور یہی راہ پانے والے ہیں)۔ اس آیت کریمہ میں رحمت کو صلوٰۃ پر عطف کیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دونوں غیر ہیں اور عطف کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ 2- اللہ رب العزت کی صلوٰۃ انبیاء و رسل اور مؤمن بندوں کے ساتھ خاص ہے جبکہ اس کی رحمت تو ہر چیز پر وسیع ہے، اس لیے صلوٰۃ کا معنی رحمت نہیں ہو سکتا۔

"صلوٰۃ کے معنی میں سب سے بہترین وضاحت امام بخاریؒ نے ابو العالیہ سے نقل کی ہے کہ: "اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مطلب نبی کریم ﷺ کی مدح وستائش اور تعظیم کرنا ہے۔ فرشتوں اور بندوں کے درود بھیجنے کا مطلب اللہ تعالیٰ سے اس مدح وستائش اور تعظیم میں طلب زیاتی ہے"[9]۔

حافظ ابن حجرؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے:

**أن الصلاة من الله سبحانه وتعالى هي الرحمة المقرونة بالتعظيم ومن الملائكة والآدميين سؤال ذلك وطلبه له ﷺ**[10]

(اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور آپؐ کی مدح وثناء ہوگا اور جب اس کی نسبت فرشتوں کی طرف ہوگی تو اس کا معنی دعا کرنا ہوگا اور جب نسبت بندوں کی طرف ہوگی تو اس سے مراد آپؐ کے لیے دعا کرنا اور آپؐ کی مدح وثناء بیان کرنا۔)

اور امام ابن القیمؒ نے بھی اسی معنی کو ترجیح دی ہے۔ چنانچہ اس ساری بحث سے پتہ چلا کہ جب "صلوٰۃ" کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو اس کا مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی فرشتوں کے سامنے ثناء بیان کرتا ہے۔

---

اگرچہ رحمت صلوٰۃ کے لوازم اور ثمرات میں سے ہے۔ 3۔ اہل ایمان کے لیے رحمت کی دعا کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں مگر انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی دوسرے پر صلوٰۃ بھیجنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ اگر صلوٰۃ کا معنی رحمت ہے تو پھر کسی کو اختلاف نہ ہوتا۔ 4۔ ہر شخص رحمت کی طلب کر سکتا ہے، بلکہ مستحب ہے کہ وہ اپنے لیے رحمت کا سوال کرے، اور دعا میں یہ سکھایا بھی گیا ہے۔ **اللّٰھم اغفرلی وارحمنی** (اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما)۔ لیکن کسی کو یہ شایان نہیں دیتا کہ وہ کہے! **اللھم صل علي** (اے اللہ! مجھ پر صلوٰۃ بھیج) جو اس بات کی دلیل ہے کہ صلوٰۃ اور رحمت کے معنی ایک نہیں ہیں۔ 5۔ بہت سی ایسی جگہیں ہیں جہاں رحمت کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اس جگہ لفظ صلوٰۃ کا استعمال ٹھیک نہیں ہے۔ ارشاد ہے: {وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ} القرآن، 7:156۔ (میری رحمت ہر ایک چیز پر وسیع ہے)۔ ان مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر صلوٰۃ کی تفسیر رحمت سے کرنا ٹھیک نہیں ہے (دیکھیے: **جلاء الافهام**، ابن قیم)۔

9- بخاری، نفس مصدر، کتاب التفسیر، **باب قوله**: ﴿إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما﴾۔

10- احمد بن علي بن حجر، **فتح الباري شرح صحيح البخاري** (بیروت: دار المعرفة، 1379ھ)، 11:156۔

## سلام کا معنی

عربی زبان میں سلام کے مختلف معانی بیان ہوئے ہیں۔ سلام اسم مصدر ہے، جس کے معنی سلامت رکھنے کے ہیں، اور بمعنی تسلیم کے بھی مستعمل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:﴿وَلٰكِنَّ اللهَ سَلَّمَ﴾۔[11](اور اللہ نے اس سے بچالیا)۔ اسی طرح تحیہ اور دعا کے معنی میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ﴾[12]

(سلامتی ہو ابراہیم علیہ السلام پر)

اور فرمایا:

﴿سَلَامٌ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ﴾[13]

(سلامتی ہو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر)

اسی طرح امان و صلح کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔[14]

السلام والسلامۃ کے معنی ظاہری اور باطنی آفات سے پاک اور محفوظ رہنے کے ہیں۔ امام ابن الاثیر فرماتے ہیں:

**السلام فی الاصل السلامة وقيل للجنة دارالسلام لأنها دار السلامة من الآفات**[15]

سلام بمعنیٰ السلامۃ ہے اور جنت کو دارالسلام کہا جاتا ہے کیونکہ وہ آفات سے سلامت رہنے کا ایک ٹھکانہ ہے۔

اور یہ اسمائے حسنیٰ میں سے بھی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ﴾[16]۔

(سلامتی امن دینے والا نگہبان۔)

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

---

11- القرآن،43:37۔

12- القرآن، 109:37۔

13- القرآن، 120:37۔

14- اصفہانی، مفردات القرآن،492-495۔

15- مبارک بن محمد بن اثیر الجزري،النهاية في غريب الحديث (بیروت:المكتبة العلمية،1399ھ/1979م)،2: 392۔

16- القرآن:23:59۔

إنَّ اللهَ هو السَّلامُ[17]۔

(بے شک اللہ ہی سلامتی کا منبع ہے)

اللہ تعالیٰ کا وصف سلام کے ساتھ موصوف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو نقائص و آفات مخلوق کو لاحق ہوتی ہیں، اللہ رب العزت ان سے پاک ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔[18] اور نبی کریم ﷺ پر تسلیم بھیجنے کے معنی ہیں کہ ہم ان کے لیے ہر آفت اور اہوال قیامت سے سلامتی کی دعا کریں۔[19]

**لفظ آل کا معنی**

لفظ "آل" کی اصل اول ہے اور یہ آل یؤول سے مشتق ہے۔ جس کا معنی رجوع کرنے کے ہیں اور آل الرجل سے مراد خود اس کی ذات اور جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جس طرح قرآن مجید میں ہے:

﴿وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ﴾[20]

(ہم نے تمام آل فرعون کو تمہارے دیکھتے دیکھتے غرق کر دیا۔)

متعدد مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ فرعون کے ساتھ اس کے خاندان کے علاوہ اس کا لشکر بھی غرق ہوا، یہ سب اس کی اطاعت کی وجہ سے اس کی آل تھے[21]۔

---

17- بخاری، الجامع الصحیح، کتاب صفۃ الصلاۃ، باب التشھد فی الآخرۃ، رقم: 831۔

18- ابن منظور، لسان العرب، 12:289۔

19- محمد بن صالح بن محمد العثیمین، الشرح الممتع علی زاد المستقنع (بیروت: دار ابن الجوزی، الطبعۃ الأولی: 1428ھ)، 3:149-150۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ سلامتی کی دعا آپ کی زندگی میں کی جاسکتی ہے بعد میں نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ دعا صرف زندگی کے ساتھ خاص نہیں ہوتی بلکہ اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی انسان اس کا محتاج ہوتا ہے، قیامت کے دن کی خوفناکیاں باقی ہیں، صرف مرنے سے یہ ختم نہیں ہوتیں۔ اس لیے ہم نبی کریم ﷺ کے لیے اہوال قیامت سے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

20- القرآن، 2:50۔

21- ابو الحسن علی بن محمد الماوردی، النکت والعیون، تحقیق: السید بن عبد المقصود بن عبد الرحیم (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)، 1:117۔

امام ابن القیمؒ نے بھی اسی معنی کو اختیار کیا ہے فرماتے ہیں: "آل الرجل سے مراد خود اس کی ذات اور جو اس کا اتباع کرے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ابی اوفیؓ سے فرمایا:

اللهم صل على آل ابى اوفى

(اے اللہ! ابی اوفی کی آل پر رحمت نازل فرما)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ﴾[22]

(الیاسین پر سلامتی ہو۔)[23]

اسی طرح آل ابراہیم میں تمام انبیاء علیہم السلام شامل ہیں۔ جبکہ آل محمد ﷺ میں کوئی اور نبی نہیں ہے۔ چنانچہ كما صلّيت على آل إبراهيم سے بھی مقصود یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذات پر اس قدر درود بھیجا جائے جس قدر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے کے کل انبیاء پر بھیجا جاتا ہے۔[24]

اس لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ لفظ "آل" تمام معزز لوگوں پر بولا جاتا ہے، اس میں دنیوی اور دینی شرافت شامل ہے، جس طرح یہ انبیاء ورسل علیہم السلام کے فرماں بردار اور اطاعت گزار لوگوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ آل محمد ﷺ میں بھی وہ تمام افراد جو آپ ﷺ پر ایمان لائے، خواہ وہ آپ ﷺ کے زمانہ کے ہوں یا بعد کے زمانوں کے سب شامل ہیں۔ البتہ ان کے درجات اور فضائل میں فرق ہو گا۔

## برکت کا معنی

برکت دوام، استقرار اور لزوم کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے:

برك البعير

(اونٹ زمین پر بیٹھ گیا)

---

22- القرآن، 130:37۔

23- ابن قیم، جلاء الأفهام، 206۔

24- نفس مصدر، 207۔

اسی طرح پانی کے حوض کو "برکۃ" کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں پانی جمع رہتا ہے۔ اسی طرح بالیدگی اور بڑھوتری کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز میں خیر و بھلائی کا آنا۔ جس طرح قرآن مجید میں ہے: ﴿بُورِكَ مَنۢ فِي ٱلنَّارِ وَمَنۡ حَوۡلَهَا﴾[25]۔ اور دعائے قنوت میں ہے:

وبارك لی في ما أعطيت

(اور مجھے برکت عطا فرما اس میں جو تو نے مجھے عطا کیا ہے۔)

اسی لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کو تبریک بھی کہتے ہیں۔

اس درود میں یہ دعا شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھلائیاں آل ابراہیم کو عطا کیں وہ نبی کریم ﷺ کو بھی عطا کرے اور آپ ﷺ کے ذکر کو اقطار عالم میں بلند کرے اور قائم دائم رکھے۔

### صلوٰۃ کا حکم

نبی کریمؐ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی تاکید بار بار فرمائی گئی ہے اور یہ آپؐ سے محبت و تعلق خاطر کے مطالبات اور تقاضوں میں سے پہلا اور اہم تقاضا ہے کہ جب آپؐ کا اسم گرامی سنا، لکھا، پڑھا اور لیا جائے تو مکمل احترام و اکرام کے ساتھ لیا جائے اور اس کے ساتھ ہی آپؐ پر درود پڑھا جائے، کیونکہ اللہ رب العزت خود آپؐ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، فرشتے بھی اس عمل میں شریک ہیں اور تمام اہل ایمان کو بھی اس کی تلقین کی گئی ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجیں۔

اس لیے تمام امت اس پر متفق ہے کہ نبی کریم ﷺ پر نماز کے علاوہ درود بھیجنا مستحب ہے جبکہ امام طبریؒ نے بتایا کہ اس امر پر اجماع ہے کہ آیت صلوٰۃ کا حکم استحباب پر دلالت کرتا ہے[26]۔ البتہ نماز میں درود کے

---

25- القرآن،27:8۔

26- البتہ قاضی عیاضؒ فرماتے: "إعلم أن الصلاة على النبیﷺ فرض على الجملة غير محدد بوقت لأمر الله تعالى بالصلاة عليه" یہ بات ذہن نشین کرلو کہ حضور نبی اکرم ﷺ پر کسی بھی وقت علی الاطلاق درود شریف پڑھنا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر درود سلام کا حکم فرمایا ہے۔ (الشفاء بتعريف حقوق المصطفیﷺ 2: 61)

واجب ہونے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک نماز میں درود بھیجنا سنّت ہے جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک واجب ہے[27]۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ جب آیت صلوٰۃ و سلام نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! سلام کا طریقہ تو ہم جان چکے ؟یعنی نماز کے تشہد میں جو پڑھا جاتا ہے

السلام عليك أيها النبی ورحمة الله وبركاته

صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرمادیجئے ؟تو آپ ﷺ نے یہ درود سکھلایا:

اللّهم صلّ على محمّد وعلى آل محمّد كما صلّيت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد اللّهم بارك على محمّد وعلى آل محمّد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد[28]۔

## صلوٰۃ کی فضیلت

درود و سلام میں اختلاف صرف وجوب کے معاملہ میں ہے۔باقی رہی اس کی فضیلت اور اس کا موجب اجر و ثواب ہونا ہونا تو اس پر ساری امت متفق ہے۔کوئی شخص اس سے اختلاف نہیں کر سکتا، یہ فطری طور پر ہر مسلمان کے دل سے نکلتا ہے۔جتنی قدر اس کے دل میں ایمان اور اسلام کی ہو گی اتنی ہی قدر اس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی اور امت پر آپ ﷺ کے احسانات کی ہو گی اور جس قدر آدمی ان کے احسانات کا قدر شناس ہو گا اتنا زیادہ وہ آپ ﷺ پر درود بھیجے گا۔ درحقیقت کثرت درود ایک پیمانہ ہے جو بتاتا ہے کہ ایک مسلمان کے دل میں محمد ﷺ اور دین محمد ﷺ کے ساتھ تعلق اور لگاؤ کتنا ہے۔جب یہ بات واضح ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر زمانے میں اللہ تعالی اور بندے کے درمیان ہدایت کا واسطہ اور ذریعہ ہوتے ہیں، انہی کے ذریعہ انسانوں کو اللہ تعالی کی ذات وصفات کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے۔

---

27- وھبۃ بن مصطفی الزحیلی، الفقه الإسلامي وأدلته ،(دمشق: دار الفکر، الطبعۃ الرابعۃ) ،2:850۔

28- الجامع الصحيح ،کتاب الأنبیاء، دون باب، رقم:(3370) تشہد میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کی روایات کافی تعداد میں ملتی ہیں، جس میں آپ ﷺ نے درود کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو نماز لوٹانے کا کہا اور بعض روایات میں دعا وغیرہ کی قبولیت کا ذکر کیا ہے جس سے شافعیہ اور حنابلہ کا موقف زیادہ درست نظر آتا ہے۔واللہ اعلم۔

رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین اور سید الاولین والآخرین بھی ہیں تو پھر کیوں نہ ان پر درود بھیجا جائے؟ جبکہ آپ نے خود اپنی امت کو آپ پر درود بھیجنے کی ترغیب دی ہے۔ اس عمل کی اس سے بڑھ کر اور فضیلت کیا ہو گی کہ اللہ تعالی نے اس عمل کو پہلے اپنی طرف اور پھر فرشتوں کی طرف منسوب کیا ہے اور آیت کریمہ کی ابتداء "إن" کے ساتھ کی ہے جو تاکید کا معنی دیتا ہے اور پھر مضارع کا صیغہ استعمال کیا ہے جو استمرار اور دوام پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے فرشتے ہمیشہ اس پر درود بھیجتے ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوپر درود بھیجنے کی ترغیب کے ساتھ پنی امت سے اس کا مطالبہ بھی کیا ہے جو اس کی فضیلت کے لیے کافی ہے[29]۔

**درود پاک کے الفاظ**

جب اللہ رب العزّت نے قرآن پاک میں مسلمانوں کو آپ پر درود سلام بھیجنے کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے آپ سے درود بھیجنے کا طریقہ دریافت کیا تو آپ نے صحابہ کرام کو درود کے مختلف الفاظ سکھلائے تو ذیل میں ہم ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں۔

**پہلا دورد**

اللّهم صلّ على محمّد وعلى آل محمّد كما صلّيت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد اللّهم بارك على محمّد وعلى آل محمّد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد[30]-

**دوسرا درود**

اللّهم صلِّ على محمّد وعلى آل محمّد كما صلّيت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللّهمّ بارك على محمّد وعلى آل محمّد كما باركت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد[31]-

---

29- جیسا کہ صحیح احادیث سے، جو حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں پوری طرح ثابت ہے (دیکھیے: جلاء الافهام لابن القيم)

30- عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، رقم: 3370۔

31- بخاری، الجامع الصحيح ،کتاب التفسير، باب إن الله وملائكته يصلون على النبی ﷺ، رقم: 4519۔

**تیسرا درود**

اللّهمّ صلّ على محمّد عبدك ورسولك كما صلّيت على إبراهيم وبارك على محمّد وعلى آل محمّد كما باركت على إبراهيم وآل إبراهيم[32]۔

**چوتھا درود**

اللهم صلِّ على محمد وعلى آل محمد كما صليت على آل إبراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على آل إبراهيم في العالمين إنك حميد مجيد[33]۔

**پانچواں درود**

اللهم صلِّ على محمد وعلى أهل بيته، وعلى أزواجه وذرّيته كما صلّيت على آل ابراهيم إنك حميد مجيد. وبارك على محمد وعلى اهل بيته وعلى أزواجه وذرّيته كما باركت على آل ابراهيم إنك حميد مجيد ۔[34]

**چھٹا درود**

اللهم صلِّ على محمد وأزواجه وذريته كما صليت على آل إبراهيم وبارك على محمد وأزواجه وذريته كما باركت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد[35]۔

**ساتواں درود**

اللهم صلِّ على محمد النبي الأمي وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وآل ابراهيم، وبارك على محمد النبي الامي كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم في حميد مجيد۔ [36]

---

32- نفس مصدر، کتاب الدعوات، باب الصلاة على النبیﷺ، رقم:5997۔

33- مسلم بن الحجاج النيسابوري، الجامع الصحيح، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبیﷺ بعد التشهد، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي)، رقم:405۔

34- الشیبانی، امام احمد بن حنبل، مسند احمد(بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، سنۃ الطبع:1999م)، رقم:23173۔

35- بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب ھل یصلی علی غیر النبیﷺ، رقم:5999۔

36- احمد بن حنبل، مسند إمام احمد بن حنبل، رقم:17072۔

## صلوٰۃ کے ثمرات

دنیا میں عام اصول ہے کہ کسی کا بھلا کروگے تو تمہارے ساتھ بھی بھلا ہوگا۔ اور نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی اس طرف اشارہ کر رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء[37]

(تم زمین والو پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔)

جب انسان خالق کائنات کے محبوب حضرت محمد ﷺ پر درود پڑھتا ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوتا ہے اور اس سے اس کی رحمتیں طلب کر رہا ہوتا ہے تو جس کے نتیجے میں وہ رحیم وکریم اس شخص پر اپنی بے پایاں رحمتیں بکھیر دیتا ہے جو اسے ہر طرف سے ڈھانپ لیتی ہیں اور اس کی مشکلات اور مصیبتوں کا مداوا بھی بن جاتی ہیں۔ اسی لیے ذیل میں اللہ تعالیٰ کی ان بے پایاں رحمتوں کے ساتھ ساتھ دوسرے ثمرات کا بھی ذکر کریں گے جو صرف نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔

### ۱۔ اللہ کی رحمتوں کا حصول

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من صلى عليّ واحدة صلى الله عليه عشرا[38]

(جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے)۔

اسی طرح حضرت ابوطلحہ انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف لائے، آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آج آپ کا چہرہ انور چمک رہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

أتاني آت من ربي فقال: من صلى عليك من أمتك صلاة كتب الله له عشر حسنات، ومحا عنه عشر سيئات، ورفع له عشر درجات، ورد عليه مثلها[39]۔

---

37- ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذي، السنن، تحقیق: أحمد محمد شاکر ومحمد فؤاد عبد الباقي، كتاب البر والصلة باب ما جاء في رحمة المسلمين، (مصر: شركة مكتبة مصطفى البابي الحلبي، 1975)، رقم:1924۔

38- مسلم، الجامع الصحيح، کتاب الصلاۃ، باب الصلاة على النبیﷺ، رقم:408۔

39- احمد بن حنبل، نفس مصدر، رقم:16352۔

(ہاں، میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور کہا کہ آپؐ کی امت میں سے جو کوئی ایک دفعہ آپؐ پر درود بھیجے گا تو اللہ اس کو دس نیکیاں عطا کرے گا، اس کے دس گناہ معاف کرے گا اور اس کے دس درجات بلند کرے گا اور اسی طرح اس پر رحمت نازل کرے گا۔)

ایک اور روایت میں ہے:

وقال له الملك مثل ما قال لك[40] ۔

(فرشتہ اس بندے کو کہتا ہے کہ اللہ تجھ پر بھی رحمتیں بھیجے۔)

حضرت عامر بن ربیعہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ما من مسلم يصلى عليّ الا صلت عليه الملائكة، ما صلى عليّ فليصلّ العبد من ذلك او ليكثر[41]۔

( کوئی مسلمان مجھ پر جتنا درود بھیجتا ہے فرشتے اس کے لیے اس قدر دعائے رحمت کرتے ہیں، اب جو چاہے کم پڑھے، جو چاہے زیادہ پڑھے۔)

**۲۔ قبولیت دعا کا سبب**

حضرت فضالہ بن عبیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے نماز پڑھی اور دعا کی:

اللهم اغفرلى وارحمنى، قال النبىﷺ: عجلت أيها المصلى إذا صلّيتَ فقعدتّ فاحمد الله بما هو أهله وصلِّ عليّ ثم ادعه۔

(اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے نمازی تو نے جلدی کی ہے، جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بیٹھ کر اللہ کی حمد و ثناء بیان کرو، ان الفاظ کے ساتھ جن کا وہ اہل ہے اور مجھ پر درود پڑھو، پھر دعا مانگو۔)

---

۴۱- سليمان بن أحمد أبو القاسم الطبرانى، **المعجم الكبير**، تحقيق: حمدى بن عبد المجيد السلفى، (الموصل: مكتبة العلوم والحكم الطبعة الثانية: 1404ھ/1983م)، رقم: 4720۔

41- محمد بن يزيد القزوينى ابن ماجه، **السنن**، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، (بيروت: دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى: 1430ھ/2009م)، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب الاعتدال فى السجود، رقم: 907۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے اللہ کی حمد و ثناء بیان اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا تو آپؐ نے اسے فرمایا:

أيها المصلّي ادع تجب[42]

(اے نماز پڑھنے والے! جو مانگو گے وہ ملے گا۔)

حضرت عبد اللہؓ بن مسعود سے مروی ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ آپ ﷺ کے پاس موجود تھے تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اللہ کی حمد و ثناء بیان کرو پھر مجھ پر درود بھیجو پھر دعا مانگو تو وہ قبول ہو گی[43]۔ اسی طرح حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں:

إن الدعاء موقوف بين السماء والأرض، لا يصعد منه شيء حتى تصلّي على نبيّك[44]

دعا آسمان اور زمین کے درمیان روک لی جاتی ہے، وہ اوپر نہیں جاتی، یہاں تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر صلوٰۃ بھیجو۔

**۳۔ مشکلات و مصائب کا حل**

نبی کریمؐ پر درود بھیجنا انسان کو مشکلات اور مصائب سے محفوظ رکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

يا رسول الله ﷺ! إني أكثر الصلاة، فكم أجعل لك من صلاتي؟ قال: ما شئت، قال: قلت: الربع؟ قال: ما شئت، وإن زدت فهو خير، قلت: النصف؟ قال: ما شئت، وإن زدت فهو خير، قال: أجعل لك صلاتي كلها؟ قال: إذن تكفى همك، ويغفر لك ذنبك[45]

(اے اللہ کے رسولؐ! میں آپؐ پر بکثرت درود پڑھتا ہوں تو اس کے لیے میں کتنا وقت خاص کروں؟ تو آپؐ نے فرمایا: جتنا چاہو، میں نے عرض کیا! چوتھائی؟ آپؐ نے فرمایا: جتنا چاہو، لیکن اگر اس سے زیادہ کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: آدھا؟ آپؐ نے فرمایا: جتنا چاہو، اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: دو تہائی، آپؐ نے فرمایا: تمہاری مرضی لیکن اگر اس سے بھی

-42 ترمذی، السنن، کتاب الدعوات، باب ما جاء في جامع الدعوات، رقم:3676۔

-43 نفس مصدر، کتاب السفر، باب ما ذکر فی الثناء علی اللہ والصلاۃ علی النبی ﷺ قبل الدعاء، رقم:593۔

-44 نفس مصدر، کتاب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ، رقم:(486) اسی طرح کا قول حضرت انسؓ سے بھی مروی جس سے ہم یہ کہہ سکتے کہ صحابہ کرامؓ نے یہ آپ ﷺ سے سنا ہو گا۔

-45 نفس مصدر، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، باب منہ، رقم:(2457) مستدرک حاکم(2/421)۔

زیادہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا! میں سارا وقت آپؐ پر درود پڑھوں گا، تو آپؐ نے فرمایا: تمہارے تمام دکھ درد دور اور گناہ معاف ہو جائیں گے۔)

اور ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

إذن يكفيك الله تبارك وتعالى ما همك من أمر دنياك وآخرتك[46]

(تمہارے دنیا و آخرت کے تمام دکھ درد دور ہو جائیں گے۔)

### 4۔ قبولیت نماز کا ذریعہ

حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ:

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ[47] ۔

(جو نبی کریمؐ پر درود نہ پڑھے اس کی کوئی نماز نہیں۔)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا: "وضو اور مجھ پر درود پڑھے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی"[48]۔ اسی طرح حضرت بریدۃؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے مجھ سے فرمایا: "اے بریدۃ! جب تم نماز پڑھو تو تشہد اور مجھ پر درود پڑھنا نہ چھوڑنا کیونکہ یہ نماز کی زکوۃ ہے"[49]۔

### 5۔ قرب مصطفیٰ ﷺ اور شفاعت کا ذریعہ

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

إن أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم عليّ صلاة[50]

---

46- احمد، المسند، رقم:21242۔

47- نفس مصدر، کتاب الطھارۃ، باب ما جاء في التسمية على الوضوء، رقم:400۔

48- ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوي المنذري، الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الأولی، 1417)، تحقیق: ابراھیم شمس الدین 2: 505؛ ترمذی، السنن، کتاب الطھارۃ، باب ما جاء في التسمية على الوضوء، رقم، 400۔

49- امام ابن القیم نے مذکورہ تینوں روایات کو اپنی کتاب میں ذکر کرتے وقت فرمایا: "ثلاثة أحاديث كل منها لا تقوم الحجة به عند انفراده وقد يقوى بضا عندالاجتماع"۔ تین احادیث ہیں، ان میں سے ہر ایک انفرادی طور پر قابل حجت نہیں لیکن اگر ان تینوں کو اکٹھا کیا جائے تو ایک دوسری کو تقویت پہنچاتی ہیں (دیکھیے: جلاء الافهام 354)

قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے قریب ترین وہ شخص ہو گا جو مجھ پر سب سے زیادہ صلوٰۃ بھیجنے والا ہو گا۔

عن أبي أمامة بلفظ: صلاة أمتي تعرض علي في كل يوم جمعة فمن كان أكثرهم علي صلاة كان أقربهم مني منزلة۔[51]

اسی طرح حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من صلّى عليَّ حين يصبح عشرا وحين يمسى عشرا أدركته شفاعتى يوم القيامة[52]

جس نے ہر صبح اور ہر شام مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجا تو وہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حق دار ہو گا۔

ہر مسلمان کا نبی کریمؐ پر درود بھیجنا حضور اکرمؐ کا حق بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسان عظیم کی شکر گزاری بھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ اللہ رب العزت کی کرم فرمائی ہے کہ وہ درود پڑھنے والے کو دنیا و آخرت میں بہت سارے فوائد اور ثمرات بھی عطا کرے گا مگر جو شخص مسلمان ہے اور نبی کریمؐ پر درود نہیں بھیجتا تو ایسے شخص کے لیے وعید بھی سنائی گئی ہے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا:

رغم أنف رجل ذكرت عنده فلم يصل عليّ[53]

اس شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ جس کے سامنے آپؐ کا ذکر ہو اور اس نے آپؐ پر درود نہ بھیجا۔

اور ابو ہریرہ سے ایک روایت کے الفاظ اس طرح:

من ذكرت عنده فلم يصل علي فمات فدخل النار فأبعده الله[54]۔

جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اور وہ مر گیا تو وہ آگ میں داخل ہو گا۔

اور اس طرح ایک جگہ آپؐ نے اسے بخیل قرار دیا۔ آپؐ نے فرمایا:

البخيل من ذكرت عنده فلم يصلِّ عليّ[55]

---

50- ترمذی، السنن، کتاب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلاة على النبیﷺ، رقم:484۔

51- بیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین، السنن الکبری، کتاب الجمعة، باب ما یؤمر به فی لیلة الجمعة، تحقیق: محمد عبد القادر عطا (بیروت: دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الثالثۃ 2003م، 3/353)، رقم:5993۔

52- طبرانی، صحیح الجامع الصغیر، رقم:6233۔

53- ترمذی، نفس مصدر، رقم:3545۔

54- طبراني، المعجم الكبير، رقم:11115۔

(بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا)۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ والی روایت میں ''ابخل الناس'' (لوگوں میں سب سے بڑا بخیل ہے وہ) کا ذکر آیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ والی روایت میں ہے:

من نسي الصّلاة عليّ خطئ طريق الجنة[56]

جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ گم کر بیٹھا۔

**درود و سلام کے تقاضے**

ہر مسلمان پہ لازم ہے کہ وہ درود و سلام کا معنی و مفہوم اچھی طرح سمجھے، حضور اکرم ﷺ کا مقام و مرتبہ آپ ﷺ کی عظمت و شان کی معرفت حاصل کرے اور جہاں کہیں بھی آیت صلوٰۃ و سلام سامنے آئے تو اس سے آپ ﷺ کے مقام و مرتبے کی عظمت کا احساس دامن گیر ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے تقاضوں کو اپنی عملی زندگی داخل کرے، ذیل میں ھم درود و سلام کے ان تقاضوں کا ذکر کریں گے۔

1- **مقام نبوت کا تعین اور شرک سے حفاظت**

مقام نبوت ایک اہم مسئلہ ہے یعنی معلم کی شخصیت کو اس کی اصل جگہ میں محدود کر دینا تا کہ شخصیت پرستی کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے۔ قرآن پاک نے بار بار نبی اکرم ﷺ کی بشریت اور عبدیت پر زور دیا یہاں تک کہ اسلام کے بنیادی کلمہ میں آپ ﷺ کے مقام کا تعین کر دیا ہر نمازی نماز میں تشہد کے دوران حضور اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہوئے کہتا ہے: "**السلام عليك أيها النبى ورحمة الله وبركاته**" پھر اللہ تعالی سے نبی کریم ﷺ کے لیے اس کی رحمتوں اور برکتوں کی بارش کی التجا کرتا ہے جو در حقیقت اللہ کی وحدانیت کے ساتھ سول اللہ ﷺ کی بندگی اور درجہ نبوت و رسالت کا اعتراف ہے کیونکہ جو شخص اللہ تعالی سے اپنی سب سے اہم عبادت (نماز) میں اپنے نبی ﷺ کے لیے اس کی رحمت و برکت کا طلب گار ہو گا اور یہ عقیدہ رکھے گا کہ یہ ان کے حق میں مفید اور باعث برکت ہے وہ

55- ترمذی، نفس مصدر، کتاب الدعوات، باب منہ، رقم 3545۔

56- ابن ماجہ، السنن، أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب الصلاة على النبى ﷺ، رقم 903۔

یقیناً یہ بھی عقیدہ رکھے گا دنیا میں کوئی ہستی ایسی نہیں جو اللہ تعالی کی رحمت اس کی مغفرت اور اس کے جود وعطا اور اکرام وانعام سے بے نیاز ہو یا ذات وصفات میں اللہ تعالی کی شریک وہمسر ہو۔ حضور اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجنا اور کثرت سے بھیجنا درحقیقت آپ ﷺ کی عبدیت کا بار بار اعتراف ہے تاکہ عبدیت کی جگہ معبودیت کا تخیل پیدا نہ ہو، اسی لیے آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد حضرت ابو بکر صدیق نے اعلان کیا تھا:

فمن كان منكم يعبد محمداﷺ، فإن محمدا ﷺ قد مات، ومن كان يعبد الله، فإن الله حي لا يموت[57]۔

جو کوئی تم میں سے محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو محمد ﷺ یقیناً وفات پا چکے ہیں اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا تو وہ ذات ہمیشہ زندہ ہے اس کے لیے موت نہیں ہے[58]۔

## 2- آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر

قرآن پاک کی برگزیدہ آیت اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ آپ ﷺ کا بے مثال ادب و احترام کیا جائے۔ اس آیت کا سیاق وسباق اور اللہ رب العزت کے کلام کا لب ولہجہ اور الفاظ کا انتخاب یہ ظاہر کررہا ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں جو آپ ﷺ کا مقام ومرتبہ ہے اسے انسانیت کے سامنے لایا جائے تاکہ اہل ایمان بھی اللہ اور اس کے فرشتوں کے ہم رنگ ہو جائیں۔ منافقین اور غیر مسلموں کی طرح تکلیف و ایذاء پہنچانے کے بجائے آپ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام بھیجیں۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو صراحتاً اپنے کلام میں آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور آداب کو ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم دیا۔ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾[59]

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے مت بڑھو۔

-57 بخاری، نفس مصدر، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت، رقم:1241۔

-58 ابو الکلام آزاد، **ارکان اسلام**، مکتبہ جمال، اردو بازار لاہور، سن اشاعت:2006، 100-101، ابو الحسن ندوي، **ارکان اربعہ**، اسلامی عبادات کتاب وسنت کی روشنی میں، نامی پریس، لکھنو، سن اشاعت 1979، طبع خامس، 72-73۔

-59 القرآن، 49:1۔

کیونکہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذرا سی بے ادبی بھی اللہ کو برداشت نہیں ہے اور امت کو اس کی تلقین اس طرح کی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾[60]

اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبرؐ کی آواز سے اونچی نہ کرو، اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو، (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنی آوازیں پست رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی شان عالی مرتبت کبھی ذہن سے اوجھل نہ ہونے پائے، کوئی ایسا قدم نہ اٹھے کہ ذرا سی بے احتیاطی سے دنیا بھی خراب ہو جائے اور عقبیٰ بھی تباہ۔ صلوٰۃ وسلام کا یہ تقاضہ ہے کہ انسان دل سے آپ ﷺ کے منصب نبوت و رسالت کا اقرار کرے، آپ ﷺ کے اعلیٰ مقام و مرتبہ کا اعتراف کرے اور آپ ﷺ کی محبت ہر چیز سے مقدم رکھے اور اپنی زبان سے آپ ﷺ کی ان تمام صفات کا تذکرہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے یا آپ ﷺ نے خود بیان فرمائی ہیں۔ ان میں افراط و تفریط اور غلو و تشدد سے اجتناب کرے اور اس کے ساتھ اپنی زندگی کو آپ ﷺ کی سیرت کے مطابق گزارے۔ جس طرح آپ ﷺ کی زندگی میں اپنی آواز کو پست رکھنے کا حکم تھا تو بالکل اسی طرح آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کی مسجد میں آواز کو پست رکھنا چاہیے۔

حضرت سائب بن یزیدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے دو آدمیوں کو جو مسجد نبوی میں بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے فرمایا تھا: کہ "اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں تمہاری آواز بلند ہونے کی سزا دیتا"[61]۔ حافظ ابن کثیر اور ابو بکر ابن العربی نے لکھا ہے "۔ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک اور مسجد کے پاس آوازوں

---

60- القرآن، 49:2۔

61- بخاري، نفس مصدر، کتاب، باب، رقم:(470)۔

کو بلند کرنا ناپسندیدہ فعل ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھا۔ اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھی جائیں تو سامعین اپنی آواز کو بلند نہ کریں[62]۔

### 3- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع

اللہ رب العزت نے ہر دور میں جو نبیؑ مبعوث کیا وہ اپنی امت کے لیے نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ باعث ہدایت ہوتا تھا جس کی بدولت اس کی امت کو جہالت و گمراہی اور آخرت کے عذاب و تباہی سے نجات ملتی تھی۔ لیکن یہ نجات اس کی اطاعت و اتباع پر منحصر تھی، جس قوم نے جس قدر اطاعت و اتباع کی، اسی قدر ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوئیں اور قیامت تک وہ نماز میں پڑھے جانے والے درود کی شکل میں اپنے حصے کی رحمتیں وصول کرتے رہیں گے۔ بالکل اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر انسان اللہ کی رحمتوں کا حصہ وصول کرتا ہے اور وصولِ رحمت اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ انسان درود کے ساتھ اپنے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا جذبہ پیدا کرے کیونکہ ہر نبیؑ کو اللہ تعالیٰ نے مطاع بنا کر بھیجا تھا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾[63]

اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔

اور یہی وجہ ہے کہ سورۃ احزاب میں جہاں صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا گیا ہے اس سے پہلے مسلمانوں کے اخلاص کا بھی ذکر کیا گیا ہے تاکہ کمزور اہل ایمان ان کے جذبہ اطاعت و اتباع کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ کیونکہ درود پاک انسان کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جوڑنے کا بہترین ذریعہ ہے، جو انسان کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

62- ابو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير (المتوفى:774ھ)،تفسير القرأن العظيم، المحقق: محمد حسين شمس الدين،(بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى–1419ھ)،4:83؛ابو عبد الله محمد بن احمد القرطبي (المتوفى:671ھ)،الجامع لأحكام القرآن، تحقيق: احمد البردوني وابراهيم اطفيش،( القاهرة: دار الكتب المصرية، الطبعة: الثانية، 1384ھ- 1964 م)، 8:307۔

63- القرآن،4:49۔

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ﴾[64]

اے پیغمبرؐ!لوگوں سے) کہہ دیں کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میر پیروی کرو، اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھنا۔)

اور یہی محبت رسول ﷺ انسان میں جذبہ اطاعت واتباع کو پیدا کرتی ہے۔

### 4- آپ ﷺ کے لیے مقام محمود ووسیلہ کی دعا کرنا

نبی کریم ﷺ کی بعثت اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے اور آپ ﷺ کی بدولت انسانیت کو اللہ کی معرفت اور ہدایت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے دشمنان دین کی طرف سے بے شمار تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرکے ہمیں اپنی سیرت کی شکل میں عمل بالقرآن عنایت کیا۔ اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم آپ ﷺ کے لیے مقام محمود اور وسیلہ کی دعا کریں، کیونکہ مقام محمود نوع انسانی کے لیے عظمت وارتقاع کی سب سے آخری بلندی ہے، اسی مقام محمود کی خبر اللہ تعالیٰ نے آیت درود وسلام میں دی ہے، کیونکہ محمودیت کا مقام دنیا آخرت دونوں کے لیے ہے جو ہستی یہاں محمود خلائق ہے وہی وہاں بھی محمود وممدوح ھوگی اسی لیے نبي کریم ﷺ نے فرمایا، جیسا کہ حضرت سے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

من قال حين يسمع النداء: اللهم رب هذة الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدًا لوسيلة والفضيلة وابعثه مقامامحمودا الذى وعدته حلت لى شفاعتى يوم القيامة[65]

جس نے اذان سن کر یہ دعا کی "اے اللہ! اس دعوت کامل اور اس قائم ہونے والی نماز کے رب! حضرت محمد ﷺ کو مقام وسیلہ وفضیلت عطا فرما اور آپ ﷺ کو مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا تو نے آپ ﷺ سے وعدہ فرمار کھاہے، تو اس کے لیے یہ قیامت کے دن میری شفاعت وسفارش واجب ہوگی۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا:

---

64- القرآن،31:3۔

65- بخاري، نفس مصدر،86:6۔

﴿عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾[66]

(قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمائے گا کہ جہاں سب تمہاری حمد کریں۔)

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ والی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

سلوا لی الوسیلة[67]

(میرے لیے وسیلہ کے سوال کرو)

(کیونکہ) وہ جنت کی ایک منزل ہے جو صرف اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندے کو ملے گی، اور میری خواہش ہے کہ وہ بندہ میں ہو جاؤں۔

### 5- آپؐ سے عہد وفاداری

جنگ خندق کے موقع پر اللہ رب العزت نے آیت صلوۃ وسلام نازل فرمائی اور مسلمانوں کو آپؐ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا تاکہ وہ اس کے ذریعے سے اللہ کا تقرب حاصل کر سکیں۔ لیکن یہ صرف اسی صورت میں ہو گا کہ جب انسان درودوسلام بھیجنے کے ساتھ ساتھ اپنی جان ومال آپ ﷺ پر قربان کرے۔ امت مسلمہ کو وحدت کی لڑی میں پرونے کے لیے نبی کریم ﷺ کی شخصیت سے بڑھ کر کوئی عامل مؤثر نہیں ہو سکتا اس لیے آپ ﷺ کی شخصی محبت کو لوگوں کے دلوں میں اجاگر کرنا بہت اہم اور ضروري ہے مگر اس کے ساتھ آپ ﷺ سے کیے ہوئے عہد کی وفاداری انتہائی مطلوب ومقصود ہے۔ فقط کثرت سے صلوۃ وسلام کا ورد کرنا باعث نجات نہ ہو گا جب تک عملا آپ ﷺ سے عہد وفاداری کو نبھایا نہ گیا، آپ ﷺ کے ہر حکم ہر فیصلے کو اپنی زندگی میں نافذ نہ کیا گیا صحابہ کرام نے ہمیشہ اس عہد کی پاسداری کی جیسا کہ اللہ رب العزت نے اس کا ذکر فرمایا ہے:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾[68]

(مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو اُن میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے)

---

66- القرآن، 79:19۔

67- بخاری، نفس مصدر، 614۔

68- القرآن، 24:33۔

اسی طرح حضرت عبادۃ بن صامت سے مروی ہے فرماتے ہیں:

بايعنا رسول الله ﷺ على السمع والطاعة في العسر واليسر والمنشط والمكره وعلى اثرة علينا وعلى أن لا ننازع الأمر أهله وعلى أن نقول بالحق اينما كنا لا نخاف فى الله لومة لائم[69]۔

(ہم نے تنگی اور فراخی، خوشی و ناخوشی، اور اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیئے جانے کی حالت میں بھی رسول اللہ ﷺ سے حکم سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کی، نیز اس بات پر بیعت کی کہ حکمرانوں سے نہ جھگڑیں، اور جہاں بھی ہوں حق بات کہیں، اور اللہ کے سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں)

اوراب درودوسلام ہر مسلمان سے اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ وہ درود وسلام کے ساتھ عملا آپ ﷺ سے عہد وفاداری کو نبھائے۔

### 6- نفاق سے اجتناب

درود وسلام کا ایک تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان خود کو مرض نفاق سے بچائے کیونکہ درود وسلام مرضِ نفاق کا علاج ہے۔ اس لیے کہ آیت کے محل وقوع اور نزول میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ منافقوں کی طرح حضور اکرم ﷺ کو ایذا نہ دیں بلکہ درودوسلام بھیجیں۔ جنگ احزاب کے موقع پر جب چاروں اطراف سے کفار کے لشکر مدینہ پر حملہ آور ہوئے اور اس کا محاصرہ کرلیا تو منافقین کے دل کا کھوٹ کھل کر سامنے آگیا اور انہوں نے آپؐ کے خلاف زبان درازی شروع کردی کیونکہ وہ دل سے آپؐ کے دشمن تھے تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو اہل ایمان کی صف سے بالکل الگ کردیا۔ اب جو شخص آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام تو کثرت کے ساتھ پڑھتا ہے مگر اس کا فعل، رویہ اور زندگی منافقوں کے طرز پر جارہی ہے تو کیا ایسے درود وسلام کی اللہ یا اس کے حبیب ﷺ کے ہاں کوئی اہمیت وقعت ہوگی؟

---

69- مسلم،الجامع الصحيح، كِتَابُ الْإِمَارَةِ، بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ،رقم: ۱۷۰۹، 1470:3۔

### 7- تبلیغ رسالت اور فریضہ اقامت دین

اس میں کوئی شک نہیں کہ صلوٰۃ وسلام کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور احادیث میں اس کے بہت زیادہ فضائل بیان کیے گئے ہیں مگر آپؐ کا لایا ہوا دین، دعوت الی اللہ تبلیغ رسالت اور اقامت دین جس کے لیے آپؐ کو مبعوث کیا گیا اور آپؐ کی اس امت کو اس کا وارث بنایا گیا، اس کے لیے اہل ایمان کوشش نہ کریں تو کیا ایسے حالات میں کثرت صلوٰۃ وسلام کا فائدہ ہوگا؟۔ دعوت الی اللہ اور تبلیغ رسالت اور جہاد کے میدان میں جو مقام ومرتبہ آپؐ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں، آپؐ نے جس وقت اپنی دعوت کا آغاز کیا اس وقت روئے زمین پر چند گنے چُنے اشخاص تھے جو خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود خانہ کعبہ میں جو اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر اور توحید کا مرکز تھا۔ اس میں تین سو ساٹھ بت تھے جس کا نقشہ قرآن مجید میں جگہ جگہ کھینچا گیا ہے۔

### خلاصہ کلام

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کائنات کی وہ واحد ہستی ہیں کہ جن کی حیات مطہرہ کا ہر لمحہ، ہر عمل، ہر جنبش نگاہ ولب مکمل تفصیلات کے ساتھ محفوظ ہے۔ تاریخ جس نے سرزمین عرب کو کبھی درخور اعتنا نہ سمجھا تھا اس قدر باریک بین نگاہوں، احتیاط اور جزئیات کے ساتھ آپ ﷺ کے معمولات کا مطالعہ اور احاطہ کیا ہے یہ خود ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ یہ سرزمین آپ ﷺ کے وجود سے اس قدر اہم ہوگئی کہ ذات اقدس نہ صرف عرب بلکہ انسانی تاریخ کا سب سے بڑا معتبر حوالہ اور محور ومرکز بن گئی۔ آپ ﷺ کی بدولت دنیا کو توحید کی نعمت ملی اور ایک نئی دنیا وجود میں آئی۔ تو پھر کیوں نہ ہم آپ ﷺ کا ذکر بلند کریں؟ کیوں نہ ہم آپ ﷺ پر درود وسلام کی بارش کریں؟ اور اس کے عوض دنیا وآخرت میں اللہ کی رحمتوں کو سمیٹیں۔

(أ) عام مسلمانوں میں یہ تصور سرایت کرگیا ہے کہ بس زبان سے چند الفاظ کی ادائیگی سے وہ بار گراں جو اللہ نے ایک مسلمان پر ڈالا ہے اس کا حق ادا ہو جائے گا، یہ بات علماء امت کے ہاں درست وثابت نہیں۔ علماء کے نزدیک صلوۃ (درود) وسلام ایک نظریہ اور ایک تصور حیات ہے جو نبی مکرم ﷺ کی مکمل اطاعت واتباع پر مبنی ہے۔

(ب) ﴿سلموا تسليما﴾ کے تقاضے کے طور پر پورے دین پر عمل کرنے کا عہد کرے۔ حضرت محمد ﷺ سے سمع وطاعت، آپ ﷺ کا ہر فیصلہ بہ دل وجان سے قبول کرنے، دنیا کی ہر چیز سے زیادہ آپؐ کو

محبوب سمجھنے، یعنی لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين" کی مکمل تصویر ہو۔ اور دین کے لیے جان و مال خرچ کر کے شہادت حاصل کرنے کا آرزو مند رہے اور اپنے اس عہد کے اظہار کے لیے آپ ﷺ کو سلام پیش کرتا رہے۔

(ت) اپنے اس عہد کو نبھانے کے لیے جس ہمت، حوصلہ، تائید و توفیق اور رہنمائی کی ضرورت ہے اس کے لیے آپ ﷺ کی، مخلوقات پر عظمت مطلقہ کا دل سے اقرار کرے، آپ ﷺ کا اُمتی ہونے کی نسبت پر فخر کرے اور آپ ﷺ کے احسانات کو یاد کر کے آپ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود (صلوٰۃ) پڑھے۔ یہ صلوٰۃ اللہ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا مجرّب ترین نسخہ ہے اور یہ صلوٰۃ اہل ایمان کو ظلمات (گمراہیوں) سے نکال کر نو (ہدایت) کی طرف لے جانے کا ذریعہ بنتی ہے (قرآن ۳۳-۳۴) لہٰذا جتنی جلدی صالحیت سے شہادت و صدیقیت کا سفر طے کرنا کا عزم ہو، اتنا زیادہ آپ ﷺ کو صلوٰۃ و سلام پیش کرنا چاہیے۔

(د) آپ ﷺ کا ذکر اور تذکرہ ہو جائے تو لازماً آپؐ پر درود شریف اور سلام پیش کرنا چاہیے یہ گویا اس بات کا اعلان ہے کہ جس ہستی کا نام نامی فداہ آباؤنا و اُمھاتنا آیا ہے بھئی میں تو اُن کا وفادار ہوں اور تسلیم، سمع و طاعت، واتباع پر قائم ہوں۔

آیئے! بارگاہ سید لاولین والاآخرین علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں اپنی عقیدت و محبت کا اظہار لاکھوں کروڑوں درود و سلام سے کریں۔

**Bibliography**


1. al-Qur̓ān
2. Ibn Qayyim, *Jalā 'l ảfhām fi al ṣalāte 'alā Muhammad khyir 'l ảnām,* Kuwait: Dar al 'arabih, 2nd edition 1407 AH/1987
3. Abu al Qāsim al Husain b. muhammad al rāghib al aṣfhānī, *al-mufradāt fi gharīb al Qur̓ān*, Beirut: Dar al qalam, 1412 AH
4. Ibn Manzūr, Jamāl al-Dīn, *Lisān 'l Arab*, Beirut: Dar al-Kutub Al-Ilmiyyah, , second edition, 1412H.
5. Al-Bukhurī, Mu ḥammad b. Ismā'īl, *al-Jāami' al-Ṣaḥīḥ*, Beirut: Dār al Tauq al-Najāḥ,1422H.
6. Ibn al ̓athīr, al mubārak b. muhammad al jazrī, *al Nihāyah fī Gharīb al Hadīth*, Beirut: al maktbah al ̓elmiyah, 1979.
7. Athaimyain, Muhammad b. Salih b. muhammad, *al Sharṣ al mumti' alā zād al Mustaqni'*, Beirut: dar ibn al jozī, 1428 AH.
8. Abu al hasan Ali b. muhammad al mawardī, *al Nikat wa al 'uyūn*, Beirut: Dar al kutub al 'elmiyah.
9. Wahbah b. Mustafa al zuhailī, *al Fiqh al īslāmī wa adillathū*, Damascus: Dar al fikar.
10. Al-Nīshapūrī, Muslim b. Hajjāj, *al-Jāami'al-Ṣaḥīḥ,* Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth.
11. Al shybānī, Aḥmad b. Ḥambal, *al-Musnad*, Beirut: Mu̓ssasat al risālah, 1999.
12. Al Tabrānī, Sulymān b. ahmad abu al qāsim, *al Mu'jam al kabīr*, Musal: Maktbah al 'ulūm wa al Hikam, 1404 AH/ 1993
13. Ibn e majah, muhammad b. yazīd al qazwanī, *al-Sunan*, Damascus: Dār al risālah al ̓elmiyh, 1430AH.
14. Bayhqī, abu bakar ahmad b. al Husain, *al Sunan al kubrā*, Beirut: Dār al kutub al ̓elmiyh, 2003.
15. Abu al kalām azād, *Arkān Islam*, Lahore: Maktbah jamāl, 2006.
16. Abu 'l Hasan Nadvī, *Arkān Arba'a,* lakhno: Namī Press, 1979.
17. Ism'īl b. 'umar b. kathīr, *Tafsīr al Qur̓ān al 'zīm*, Beirut: dār al kutub al ̓elmiyh, 1419 AH.
18. Abū Abdullah Muhammad b. ahmad al Qurtabī, *al jāmi' 'l ahkām al Qur̓ān*, Cairo: dār al kutub al misriyah, 1384 AH.

19. Ahmad b. Ali b. Hajar, *Fatḥ 'l bārī*, Beirut: dār al maʾrifah, 1379 AH.
20. Al-Taromzī, Muhammad b. Eīsā, *al-Sunan,* Egypt: Shirkah Maktbah Mustafa al bābī al ḥalbī, 1975.
21. Al-munzarī, Abū Muhammad Abdul Azīm, *al-Targhīb wa 'l Tarhīb min al Hadīth al Sharīf*, Beirut: Dār al-Kutub al-Ilmiyah, 1417AH.